ملا معاویہ حنفی

حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ایک حق گو عالم اور بیباک خطیب

برصغیر کے عظیم خطیب اور تحریک آزادی ہند کے صف اول کے رہنما حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نوراللہ مرقدہ کے دوسرے فرزند گرامی، قائد و امیر احرار حضرت سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ آج سے دو ہفتے قبل طویل علالت کے بعد داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

موت سے کس فرد بشر کو رستگاری ہے، ہر ذی نفس نے اس کا ذائقہ چکھنا ہے، یہ ایک حقیقت ہے اس سے کسی کو مفر نہیں۔ بعض شخصیات ایسی ہوتی ہیں کہ اس دنیا سے رخصت ہونے کے بعد بھی عرصہ تک اپنی یاد دلاتی رہتی ہیں۔ حضرت سید عطاء المحسن بخاری کے برادر کبیر و کیل صحابہ و اہل بیت جانشین امیر شریعت حضرت سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمہ اللہ کو رخصت ہوئے کوئی زیادہ عرصہ نہیں گذرا کہ یہ دوسرا گھاؤ دلوں کو لگ گیا۔

آج حق گوئی، بیباکی، حریت پسندی، جرأت و بسالت، بلند ہمتی، قناعت و ایثار، خوش مذاقی و بذلہ سنجی جیسے الفاظ یتیم و مغموم نظر آتے ہیں اس لئے کہ شاہ جی ان صفات کے پیکر مجسم تھے، اور آج وہ ملتان میں اپنے عظیم باپ کے جوار میں آسودۂ خاک ہیں۔

حضرت سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ کا مادر علمی خیر المدارس تھا جہاں پہلے استاذ القراء حضرت قاری رحیم بخش رحمہ اللہ سے حفظ قرآن کریم کی دولت سے مالا مال ہوئے۔ درجہ کتب میں داخلہ لیا تو امام الاحناف حضرت مولانا خیر محمد قدس سرہ کے منظور نظر ہو گئے۔ متعدد بار راقم نے شاہ جی سے یہ واقعہ سنا فرمایا کرتے کہ دوران حفظ میں صبح نماز فجر سے قبل "کوٹلہ تولے خاں" سے پیدل خیر المدارس جاتا اور کوشش ہوتی کہ آج اپنے استاذ حضرت قاری صاحب سے پہلے درسگاہ پہنچنا ہے، اس دوران پیدل چلتے ہوئے اپنا سبق اور منزل پڑھتا جاتا درسگاہ میں پہنچتا تو حضرت قاری صاحب پہلے سے تشریف فرما ہوتے، مجھے اس سلسلہ میں ہمیشہ شکست اٹھانا پڑی، حضرت مولانا خیر محمد رحمہ اللہ اس فرزند امیر شریعت سے کس قدر محبت فرماتے اس کا اندازہ اس بات سے ہوگا جو راقم نے انہی کی زبانی سنی، شاہ جی نے بتایا کہ ایک مرتبہ سفر کے دوران حادثہ میں میری ٹانگ کی ہڈی ٹوٹ گئی اور میں صاحب فراش ہو گیا، حضرت کو معلوم ہوا تو خیر المدارس سے اپنے شاگردوں کے ہمراہ میری عیادت کے لیے گھر تشریف لائے، مجھے حضرت سے ملے ہوئے کافی دن ہو گئے تھے میں ڈر رہا تھا کہ ابھی ڈانٹیں گے لیکن حضرت نے جس محبت، شفقت اور خورد نوازی کا معاملہ فرمایا میں اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔

حضرت شاہ جی کی نسبت جس گھرانے سے تھی اور جس جماعت کے وہ امیر رہے کون نہیں جانتا کہ

اس خاندان اور جماعت میں انگریز اور اس کے وفادار ٹوڈیوں اور انگریز کے نظام سے نفرت کس قدر ہے۔ پھر فرزند امیر شریعت ہونے کے ناتے انہوں نے اپنے اسلاف کی روایات کو جس طرح نبھایا وہ انہی کا حصہ تھا۔ اگر بات دفاع صحابہ کی ہو تو کونسی وہ قربانی ہے جو اس گھرانے نے پیش نہ کی ہو۔ قید و بند کی صعوبتوں سے لے کر املاک اور کتب خانے کی چوری، بیگانوں کی نفرت و عداوت، اور اعدائے صحابہ کی کھلی دشمنی اس راہ میں مول لی، سید نامعاویہ سلام اللہ ورضوانہ علیہ کا نام نامی زبان پر لانا کسی دور میں جرم سے کم نہ تھا۔ مگر سید عطاء المحسن بخاری نے اپنے بڑے بھائی سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمہ اللہ کے دوش بدوش پوری تندہی اور جانفشانی سے اس نام کو اتنا عام کیا کہ آج جگہ جگہ اس نام کے لوگ ملتے ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عفت و عصمت کی حفاظت کے سلسلہ میں کبھی کوئی لگی لپٹی نہیں رکھی بلکہ ان کی طرف بکنے والی ہر زبان اور اٹھنے والے قلم کو ببانگ دہل للکارا، اس قماش کے لوگوں کا پیچھا کیا اور شکست فاش سے دوچار کیا۔ سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ کی صحابہ کرام سے محبت کا یہ عالم تھا کہ فرمایا کرتے "میں صحابہ کے در کا ایک کتا ہوں جو بھی ان قدسی صفت انسانوں پر بھونکے گا کاٹ کھاؤں گا"۔ اور اگر خدا نخواستہ کسی کی شامت اعمال اسے کوچۂ بدزبانی میں لے آتی تو پھر یہ کاٹ دیکھنے کے لائق ہوتی۔ بدنام زمانہ کتاب "خلافت و ملوکیت" منظر عام پر آئی جس میں ادبانہ پیرائے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خصوصاً سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی پر رکیک حملے کئے گئے تھے تو شاہ جی نے اپنی زبان اور قلم سے تلوار سے زیادہ سخت کام لیا۔ آج سے دس گیارہ سال قبل ان کی زیر ادارت ماہنامہ نقیب ختم نبوت نکلنا شروع ہوا تو اس کے صفحات دفاع صحابہ کے لیے وقف ہو گئے۔

شاہ جی مجلس احرار اسلام پاکستان کے متعدد بار ناظم اعلیٰ اور آخر میں امیر رہے، اس حیثیت میں انہوں نے ہمیشہ معاصر دینی جماعتوں کو آپس کے اتحاد و اتفاق کے لیے پکارا۔ وہ فرمایا کرتے کہ موجودہ سیاست میں ہمارا لادین جماعتوں سے اتحاد یکسر غیر فطری ہے۔ نیز یہ کہ موجود جمہوری سیاست میں ہمارے لئے کوئی جگہ نہیں اور دوسرا یہ کہ اس سے ہمارے قوت کار اور قوت افراد بھی تقسیم ہو جاتی ہے۔ دینی جماعتوں کا آپس کا اتحاد ہی فطری اتحاد ہو سکتا ہے اور ہماری دینی جماعتیں صرف اسی صورت میں کامیابی سے ہمکنار ہو سکتی ہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے گئے طریقہ کے مطابق نفاذ اسلام کی جدوجہد ہو گی۔ مجاہدین سے بہت محبت فرماتے کوئی مجاہد دوست ملاقات کے لئے حاضر ہو جاتا تو شاہ جی کی خوشی دیدنی ہوتی، بلا امتیاز مجاہد تنظیموں کا تعاون خود بھی فرماتے اور دوسروں کو بھی توجہ دلاتے۔ روس کے خلاف جہاد کے دور میں خود محاذ جنگ پر تشریف لے گئے اور عملی جہاد کی سعادت حاصل کی۔ بعد میں اپنے حصے کے فائر کئے گئے گولہ بارود کی قیمت بھی ادا کی، موجودہ دور میں طالبان اور حضرت امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد ان کی تقاریر کا مستقل موضوع ہوتے۔

حضرت سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ نے ۱۹۶۱ء میں ملتان میں اپنی رہائشی جگہ پر مدرسہ معمورہ

کے نام سے دینی مدرسہ قائم کیا۔ بعد میں مزید دو پلاٹ خرید کر مدرسہ کی جگہ میں شامل کر لیے، شروع میں بہت دقتیں پیش آئیں، شاہ جی استاذ تھے اور مدرسہ کے رہائشی بچوں کے لیے کھانے کا اہتمام شاہ جی کی اہلیہ کرتیں۔ آج اس مدرسہ کے تحت پنجاب میں تیس کے قریب مدارس قائم ہیں جہاں بچوں کو حفظ و ناظرہ کی بہترین تعلیم دی جا رہی ہے۔ بچوں کو قرآن پاک کی تعلیم دینے کا اہتمام صاحب فراش ہونے کے بعد تک جاری رہا، شاہ جی جب اپنی پاٹ دار آواز اور حجازی لے میں بچوں کو تجوید کی مشق کرا رہے ہوتے تو پورا مدرسہ ان کی آواز سے گونج اٹھتا۔ اپنے متعلقین کی ظاہری و باطنی حالت کی طرف بھر پور توجہ رکھتے، مسجد میں اگر کوئی نمازی غلط انداز میں نماز پڑھتا نظر آ جاتا تو فوری اصلاح فرماتے راقم کو ان کی خدمت میں ایک عرصہ رہنے کا شرف حاصل ہوا ہے، ان کے پاس قیام کے عرصہ میں مسجد کی امامت کے فرائض اس نا ہنجار کو ادا کرنا پڑتے، قرأت میں یا ادا نماز میں کوئی غلطی نظر آتی تو فوراً اپنے پاس بلا کر محبت بھرے انداز میں غلطی کی اصلاح فرماتے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جو شخص کوئی منکر دیکھے تو اسے چاہئے کہ اپنے ہاتھ سے روکے، اگر اس پر قادر نہ ہو تو زبان سے روکے اور اگر اس پر بھی قادر نہ ہو تو دل میں برا جانے" اوکما قال علیہ السلام۔ شاہ جی رحمہ اللہ کے نزدیک آخری درجہ تو بعد کی بات ہے دوسرے درجہ میں زبان سے برائی کی روک تھام کے لیے تو کبھی کسی مصلحت کا شکار نہیں ہوئے زبان ہمیشہ منکرات کے خلاف شمشیر بے نیام رہی۔ جہاں موقع ملا ہاتھ کا بھی بھر پور استعمال کیا، اللہ پاک نے صحت و جسامت سے بھی خوب نوازا تھا، سفر کے دوران بسوں ویگنوں والوں سے فحش گانوں کی ریکارڈنگ پر اکثر لڑائی ہو جاتی کئی ایک مرتبہ تو گردن سے پکڑ کر ڈرائیور کو گانوں سے روکا۔ اور بعض مرتبہ ضرورت پڑنے پر مناسب ٹھکائی بھی کر دی۔

ملک میں چلنے والی دینی تحریکوں میں ہمیشہ نمایاں کردار ادا کیا۔ ۱۹۷۶ء میں چناب نگر (ربوہ) کا یہ عالم تھا کہ وہاں غیر قادیانی قدم نہیں رکھ سکتا تھا۔ ربوہ یا قرب وجوار میں رہنے والے مسلمان اپنی غربت و افلاس کی وجہ سے قادیانیوں کے دست نگر رہتے، اگر کوئی نیا آدمی ربوہ میں داخل ہوتا تو فوراً قادیانی جماعت کے خفیہ والے اس کا پیچھا شروع کر دیتے، یہاں داخل ہونے والا سمجھتا کہ وہ پاکستان کے کسی شہر میں نہیں بلکہ کسی دشمن ملک میں داخل ہونے کی غلطی کر چکا ہے۔ ان حالات کے باوجود حضرت سید عطاء المحسن بخاری نے خفیہ طریقہ سے وہاں جگہ خرید کر مسجد بنانے کا اعلان کر دیا۔ جو آج مسجد احرار کے نام سے موسوم ہے، ہر سال وہاں جلسہ و جلوس کا اہتمام کیا اور قادیانیوں کے شہر کے قلب میں واقع "ایوان محمود" کے سامنے ہزاروں لوگوں کو ہمراہ لے کر دشمن کے دروازے پر کھڑے ہو کر انہیں دعوت اسلام کا فریضہ انجام دیتے، ساتھ ساتھ قادیانیوں کے گرو مرزا غلام احمد کے پھیلائے ہوئے مغالطوں کے تار و پور بکھیرتے۔ شاہ جی نے اپنی زندگی میں بڑے بڑے خطابتی معرکے سر کیے۔ اللہ پاک نے انہیں فصاحت و بلاغت اور حسنِ صوت سے نوازا تھا۔ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا موضوع ہوتا یا سیرت صحابہ کا تو زبان سے ایسے بلند پایہ ادیبانہ

الفاظ موتیوں کی صورت میں نکلتے کہ سننے والے عش عش کر اٹھتے۔ اور کبھی دین دشمنوں اور گستاخانِ صحابہ کا تذکرہ چھڑ جاتا تو وہی زبان تلوار کی دھار سے زیادہ کاٹ دار بن جاتی۔ قرآن پاک کی آیات کی تلاوت فرماتے تو دل چاہتا کہ بس تلاوت ہی کرتے رہیں۔ ہزاروں لوگ ان کے خطبات سے راہ ہدایت پا گئے اور ان کا عقیدہ و عمل درست ہو گیا۔

غیرت و خودداری کے مجسمہ اور فقر ابوذر کے پیکر تھے، کئی مرتبہ بڑی سے بڑی پیشکش ہوئی مگر ہمیشہ ایسے ترنوالے کو ٹھکرا دیا۔ جس سے روباہی آتی ہو۔ گھر میں استعمال کے چند برتن اور پہننے کے لئے دو چار جوڑے، مگر اپنی علمی پیاس بجھانے کے لئے پورا کتب خانہ تھا۔ آرام کے لئے رکھی گئی چارپائی کے نزدیک کتابوں کے انبار لگے ہوتے، اپنی وفات سے کچھ عرصہ قبل اپنا ملکیتی مکان اور سامان مدرسہ کو وقف کر دیا تھا، خود کونے کے ایک چھوٹے کمرے میں رہنا شروع کر دیا، آج کے دور میں قربانی اور ایثار کی یہ بہت بڑی مثال ہے۔

چند ماہ سے شدید علیل تھے، بیس برس پرانی شوگر آہستہ آہستہ اپنا کام دکھاتی رہی، اس شوگر کی وجہ سے دیگر بہت سے عوارض نے بھی جنم لے لیا تھا۔ وفات سے دو تین ہفتے قبل نشتر ہسپتال میں داخل کرایا گیا، مگر مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی، آخر کار اللہ تعالیٰ کا آخری حکم آ پہنچا، سنا گیا ہے کہ آخری وقت مکمل ہوش میں تھے اور فرما رہے تھے کہ موت میری آخری خواہش ہے۔ مگر یہ خواہش دنیا کے مصائب سے تنگ ہو کر نہیں تھی بلکہ تعلق مع اللہ، آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے محبت کا نتیجہ تھی۔

آپ کی اہلیہ ایک سال قبل پندرہ برس کی طویل علالت کے بعد انتقال کر گئی تھیں۔ اولاد بالکل نہیں تھی مگر اپنے بعد ہزاروں دل گرفتہ انسانوں کو روتا ہوا چھوڑ گئے۔

اللہ تعالیٰ حضرت شاہ جی کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائیں اور ان کے درجات بلند فرمائیں۔ آمین

مسافرانِ آخرت

گذشتہ ماہ درج ذیل حضرات اور خواتین انتقال فرما گئے۔

قارئین سے درخواست ہے کہ ان کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے ایصالِ ثواب اور دعاؤں کا اہتمام فرمائیں۔ تمام اراکین ادارہ ان کی مغفرت اور پسماندگان کے لیے صبر و جمیل کی دعا کرتے ہیں نیز اظہارِ ہمدردی و تسلی کرتے ہوئے لواحقین کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔

* حضرت مولانا عبدالسلام صاحب رحمہ اللہ (ڈیرہ اسمٰعیل خان)
* محترم شاہد صدیق چوہان مرحوم (مظفر گڑھ) کی بیوہ اور عزیز محمد معاویہ سلمہ کی والدہ
* محترم عبداللطیف خالد چیمہ (چیچہ وطنی) کے بھتیجے اور بھائی محمد جاوید کے نوعمر بیٹے عزیزم محمد علی مرحوم

چیچہ وطنی میں ہمارے مہربان اور کرم فرما محترم ڈاکٹر محمد اعظم چیمہ، محمد آصف چیمہ کی ہمشیر، محمد ارشد چیمہ کی اہلیہ اور عبداللطیف خالد چیمہ کی خالہ زاد بہن کا انتقال ہو گیا۔

چیچہ وطنی چک نمبر ۴۲-۱۲ ایل میں ہمارے مہربان رفیق (خواجہ) محمد اعظم کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہو گیا۔